

بحث و نظر

مولانا مفتی غلام قادر حقانی صاحب

استاذ التخصص والافتاء في الفقه الاسلامي، دار العلوم حقانيہ کونڈہ خٹک

کیا ملت اسلامیہ وحدت رمضان وعیدین پر اتفاق کر سکتی ہے؟

﴿اس موضوع پر ہم علماء، مفتی حضرات، اہل علم اور محققین کو اظہار خیال کی دعوت دیتے ہیں﴾ (ادارہ)

جیسا کہ آپ حضرات کو معلوم ہے کہ پوری دنیا میں اس وقت مواصلاتی نظام جس برق رفتار ترقی سے دوڑ رہا ہے اور جس نت نئے انداز سے سفر کر رہا ہے اور یہ کہ اس وقت پوری دنیا ایک گلوبل روم کی طرح مختصر سا کمرہ بن چکی ہے یک وقت شرق و غرب کے لوگ ایک دوسرے کو حالات سے مطلع کر سکتے ہیں۔ انسان کے سامنے فاصلے سمٹ گئے ہیں۔ مطالع و مغارب اب سب کے سامنے ہیں۔ دوریاں سمٹ گئی ہیں۔ اس دور میں مسلمانوں کی وحدت اور اتفاق کی اشد ضرورت ہے۔ مشرق اور مغرب کے مسلمانوں کی تنظیم اور ارتباط سے پوری دنیا متاثر ہو سکتی ہے۔ توحید الصوم والاغیاد سے مسلمانوں کا مشترکہ اثر پوری دنیا پر پڑ سکتا ہے۔ چنانچہ عرصہ دراز سے جس چیز کیلئے امت مسلمہ بے چین تھی اور جس کیلئے ہر خاص و عام کے دل میں ایک تڑپ اور ولولہ کروٹیں لے رہا تھا ہر مسلمان کی اس دیرینہ خواہش اور یک وقت مشترکہ عبادت کی صحیح اور جامع نظر پیش کرنے کیلئے یہ قدم اٹھایا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں عصر حاضر کے بعض محترم اکابر علماء کرام نے اس پیش آوردہ مسئلہ کی تحقیق پر مجبور بھی کیا ہے، کیونکہ علماء کرام ہر دور کے لوگوں کیلئے نباض ہوتے ہیں۔ چنانچہ مناسب معلوم یہ ہوا کہ امت مسلمہ کے مایہ ناز اور ممتاز علماء کرام اور مقتیان عظام حضرات سے اس مسئلہ میں رائے طلب کی جائے اس مقصد کے پیش نظر یہ مسئلہ پاکستان، ہندوستان، افغانستان، سعودی عرب، مصر، شام، ترکی وغیرہ کے علماء کرام کی خدمت میں پیش کیا جائیگا۔ علماء کرام سے اس پر تحقیق کرانا مقصود نہیں بلکہ جو تحقیقات اس مسئلہ میں علماء کرام کے سامنے پیش خدمت ہیں ان پر صرف اپنی رائے گرامی کی وضاحت درج فرمائیں۔

علماء کرام سے درخواست ہے کہ اختصار کے ساتھ اپنی رائے گرامی رقم فرما کر مہرود مستحق

ضرور کریں۔ ہم تمہ دل سے آپ کے شکر گزار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا اور آخرت کی سرفرازی نصیب فرمائے۔ (آمین)

استفتاء

محققین علماء کرام کی کتابوں میں یہ مسئلہ واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے کہ جمہور احناف اور ممالک و حنابلہ تینوں مذاہب نے روایت ہلال میں اختلاف مطالع کو غیر معتبر قرار دیا ہے۔ البتہ شوافع نے اختلاف مطالع کو اعتبار دیا ہے اور یہ مسئلہ بھی واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے کہ ریڈیو، ٹیلیفون اور ٹیلیگراف کی خبر پر روایت ہلال میں اعتماد کرنا درست ہے۔

تفصیل ذکر کرنے سے پہلے یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر مندرجہ ذیل تحقیقات کے مطابق جن ممالک میں ایک دن رات کا فرق نہ ہو ان ممالک اسلامیہ میں روزہ اور عید مفرق ایام کے بجائے بہتر یہ ہوگا کہ سب اسلامی ممالک ایک ہی دن میں روزہ، عید اور عرفہ میں ایک دوسرے کیساتھ متفق و متحد ہوں۔ اور سرکاری ذرائع ابلاغ بروئے کار لاکر ایک ملک والے دوسرے ملک والوں کو روایت ہلال پر باضابطہ طور پر مطلع کرتے رہیں اور صوم و عید میں اسلامی ملکوں کا باہمی اتفاق ہو، فقہی نقطہ نظر سے بھی اس میں کوئی اشکال باقی نہیں رہیگا اور عام مسلمان روزہ اور عید کی تشویشات سے بچ سکیں گے۔ کیا آپ اس مسئلہ میں کہ ملت اسلامیہ کے صوم و عیدین ایک ہوں ہمارے ساتھ متفق ہیں یا نہیں؟ کیا آپ مندرجہ ذیل تحقیقات کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں یا نہیں؟ آپ اپنی رائے گرامی سے ہمیں مطلع فرمائیں۔

محققین علماء کرام کی تحقیقات: یہاں مزید تفصیلات کی گنجائش نہیں لہذا صرف دو محققین حضرات کی تحقیق پر اکتفاء کیا جا رہا ہے۔ جو آج تک بقید حیات ہیں۔ (۱) الشیخ الدکتور وہبہ الزحیلی صاحب مدظلہ، دمشق، شام (۲) الشیخ حضرت العلامة مفتی رشید احمد صاحب مدظلہ، کراچی۔

(اگر اس مسئلہ میں کسی صاحب کو کوئی اشکال ہو تو مقدمہ کی طرف رجوع کر سکتا ہے)۔

علامہ دکتور وہبہ الزحیلی اپنی کتاب "الفہم الاسلامی وادلہ" (ج ۲ ص ۶۰۵/۶۱۰) میں ایکہ اربعہ کے مذاہب کو نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"المطلب الثالث ، اختلاف المطالع ، اختلف الفقهاء على رأيين فى وجوب الصوم وعدم وجوبه على جميع المسلمين فى المشارق والمغارب فى وقت واحد بحسب القول باتفاق مطالع القمر واختلف المطالع فى رأى الجمهور: يوجد الصوم بين المسلمين ولا عبرة باختلاف المطالع وفى رأى الشافعية يختلف بدء الصوم والعيد بحسب اختلاف مطالع القمر بين مسافات بعيدة ولا عبرة فى الاصح بما قاله بعض الشافعية من ملاحظة الفرق بين البلد القريب والبعيد بحسب مسافة القصر هذا ومع العلم بأن نفس اختلاف المطالع لانزاع فيه، فهو امرواقع بين البلاد البعيدة كاختلاف مطالع الشمس ولا خلاف فى أن للامام الامر بالصوم بما ثبت لديه لان حكم الحاكم يرفع الخلاف واجمعوا أنه لا يراعى ذلك فى البلدان النائية جداً كالاندلس والحجاز واندونيسيا والمغرب العربى - (ردالمختار لابن عابدين: ١٣١/٢ ، مجموعة رسائل ابن عابدين : ٢٥٣/١ - تفسير القرطبي: ٢٩٦/٢ ، فتح الباري: ٨٧/٤ ، المجموع: ٣٠٠/٦ ، بداية المحتشد ٢٧٨/١ ، القوانين الفقهية : ص ١١٦) واذكر اولاً عبارات الفقهاء فى هذا الموضوع المهم - قال الخنفيه: اختلاف المطالع ، ورؤية الهلال نهاراً قبل الزوال وبعده غير معتبر على ظاهر المذهب ، وعليه اكثر المشائخ ، وعليه الفتوى فليزم أهل المشرق برؤية أهل المغرب اذا ثبت عندهم رؤية اوليك بطريق موجب كان يتحمل اثنان الشهادة او يشهدا على حكم القاضى ، او يستفيض الخبر ، بخلاف ما اذا اخبر أن أهل بلدة كذا راوه: لانه حكاية - (الدر المختار وورد المحتار: ١٣١/٢ - ١٣٢ ، مراقى الفلاح: ص ١٠٩ - وقال المالكية: اذا رأى الهلال عم الصوم ساقط بالبلاد قريباً او بعيداً ولا يراعى فى ذلك مسافة قصر ، ولا اتفاق المطالع وعدمها ، فيجب الصوم على كل منقول اليه ان نقل ثبوته بشهادة عدلين او جماعة مستفيضة أى منتشرة ، الشرح الكبير : ٥١٠/١ ، بداية المحتشد: ٢٢٨/١ وما بعدها ، القوانين الفقهية: ص ١١٦ وقال الحنابلة : اذا ثبت رؤية الهلال بمكان قريباً كان او بعيداً لزم الناس كلهم الصوم ، وحكم من لم يره حكم من رآه ، كشف القناع : ٣٥٣/٢ - واما الشافعية فقالوا: اذا رآه الهلال يلد لزم حكمه

البلد القريب لا البعيد بحسب اختلاف المطالع فى الاصح - المجموع: ٢٩٧/٦ - ٣٠٣
 معنى المحتاج: ٤٢٢/١ - ٤٢٣ - ادلة الجمهور: استدلو بالسنة والقياس -

اما السنة فهو حديث أبى هريرة^{رض} وغيره : صوموا الرؤيته وافطروا الرؤيته فان اغمى عليكم
 الهلال فاكملوا عدة شعبان ثلاثين - رواه البخارى ومسلم (نيل الاوطار: ١٩١/٣) فهو
 يدل على أن ايجاب الصوم على كل المسلمين معلق بمطلق الرؤية والمطلق يجرى على
 اطلاقه - فتكفى رؤية الجماعة أو الفرد المقبول الشهادة واما القياس فأنهم قاسوا البلدان
 البعيدة على المدن القريبة من بلد الرؤية اذ لافرق والتفرقة تحكم لاتعتمد على الدليل - هذا
 وقد ذكر ابن حجر فى الفتح ستة اقوال فى الموضوع وقال الصنعانى والاقرى لزوم أهل
 بلد الرؤية وما يتصل بها من الجهات التى على سمتها أى على خط من خطوط الطول:
 وهى ما بين الشمال الى الجنوب اذ بذلك تتحدد المطالع وتختلف المطالع بعدم التساوى
 فى طول البلدين أو باختلاف درجات خطوط العرض: وقال الشوكانى : ان الحجة انما
 هى فى المرفوع من رواية ابن عباس^{رض} لافى اجتهاده الذى فهم عنه الناس - والمشار اليه
 بقوله : هكذا أمرنا رسول الله ﷺ وقوله : فلانزال نصوم حتى نكمل الثلاثين - والامر
 الوارد فى حديث ابن عمر^{رض} لا يختص بأهل ناحية على جهة الانفراد بل هو خطاب لكل
 من يصلح له من المسلمين : فالاستدلال به على لزوم رؤية اهل بلد غيرهم من اهل البلاد
 اظهر من الاستدلال به على عدم اللزوم لأنه ازاراه اهل بلد فقد رآه المسلمون فليزيم غيرهم
 منازلهم والذى ينبغى اعتماده هو ما ذهب اليه المالكية وجماعة من الزيدية واختاره
 المهدى منهم وبحكاية القرطبي عن شيوخه أنه اذاراه اهل بلد لزيم اهل البلاد كلها - نيل
 الاوطار : ١٩٥/٣ - وهذا الراى (رأى الجمهور) هو الراجح لدى توحيد العبادة بين
 المسلمين : ومنعاً من الاختلاف غير المقبول فى عصرنا ولان ايجاب الصوم معلق بالرؤية
 دون تفرقة بين الاقطار - والعلوم الفلكية تؤيد توحيد اول الشهر بين الحكومات الاسلامية
 لان أقصى مدة بين مطلع القمر فى أقصى بلد اسلامى وبين مطلعته فى أقصى بلد اسلامى
 آخر نحو ٩ ساعات فتكون بلاد الاسلام كلها مشتركة فى اجزاء من الليل تمكنها من

الصيام عند ثبوت الرؤية والتبليغ بها برفقاً أو هاتفياً - كتاب الشيخ محمد أبو العلاء البنا مدرس الفلك بكلية الشريعة بالازهر: ص ٤٤ -

حضرت زحیلی صاحب کی تحقیق کا خلاصہ : جمہور حنفیہ، مالکیہ، حنبلیہ کے نزدیک اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے اور یہ قول مفتی بہ ہے۔ تمام امت مسلمہ کا صوم و عید کا دن ایک ہے۔ عالم اسلام صوم و عید کی خبر سانی کیلئے ٹیلی فون، فیکس، ای میل، تار برقی وغیرہ کا سبک رفتار نظام استعمال کرے اگر حاکم وقت کسی خبر پر مطمئن ہو اتہ اس خبر پر صوم و عید کا اعلان کر سکتا ہے۔

حضرت العلامة مفتی رشید احمد صاحب مدظلہ نے اپنی کتاب "احسن الفتاویٰ" ج ۴ ص ۴۹۹ میں ایک رسالہ "الطوايع لتتوير المطالع" کے نام سے قلمبند کیا ہے۔ اس رسالے کا خلاصہ یہ ہے۔ (لا عبرة لاختلاف المطالع) ہم اس رسالے سے کچھ عبارت نقل کرتے ہیں۔ اگر مزید تفصیل کی ضرورت ہو تو "احسن الفتاویٰ" کی طرف رجوع کر کے تشفی حاصل کریں۔

حضرت مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ شوافع کے سوا اور کسی مذہب میں بھی اختلاف مطالع معتبر نہیں۔ سوال: زید کہتا ہے کہ ایک علاقہ میں رویت ہلال کی وجہ سے دوسرے علاقہ میں صوم واجب نہیں کیا زید کا قول صحیح ہے؟

الجواب: زید کا یہ قول صحیح نہیں۔ صوم میں اختلاف مطالع صرف شوافع حضرات کے ہاں معتبر ہے۔ باقی ائمہ کے ہاں معتبر نہیں۔ حنفیہ، حنبلیہ اور مالکیہ کا اتفاق ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں بلکہ اہل مغرب کی رویت سے اہل مشرق پر صوم فرض ہو جائیگا۔ "قال فی شرح التنویر" واختلاف المطالع ورويته نه ارا قبل الزوال وبعده غير معتبر على ظاهر المذهب وعليه اكثر المشايخ وعليه الفتوى - بحر عن خلاصه - فيلزم اهل المشرق برؤية اهل المغرب اذا ثبت عندهم رؤية اوليك بطريق موجب كما مر وقال الزيلعي الاشبه ان يعتبر لكن قال الكمال الاخذ بظاهر الرواية احوط وقال في الشامية وانما الخلاف في اعتبار اختلاف المطالع بمعنى انه هل يجب على كل قوم اعتبار مطالعهم ولا يلزم احدا العمل بمطالع غيره ام لا يعتبر اختلافها بل يجب العمل بالاسبق رؤية حتى لو رؤى في المشرق ليلة الجمعة وفي المغرب ليلة السبت - بحر عن اهل المغرب - لا يلزم اهل المشرق فقيلاً بالاول واعتمده

الزبلی وصاحب فیضی وهو الصحيح عند الشافعية (الیٰ قوله) وظاهر الروایۃ الثانی وهو المعتمد عندنا وعند المالکیۃ والحنابلۃ لتعلق الخطاب عاماً بمطلق الرؤیۃ فی حدیث صوموا لرؤیتہ الخ - (رد المحتار ج ۲ ص ۹۴ مطلب فی اختلاف المطالع) وقال ابن عابدین فی رسالته المسمیٰ ' تنبیہ الغافل والوسنان علی احکام ہلال رمضان - لكن لمعتمد الراجع عندنا انه لا اعتبار به (ای باختلاف المطالع) وهو ظاهر الروایۃ وعلیہ المتون کالکثر وغیرہ وهو الصحيح عند الحنابلۃ کما فی الانصاف وکذا هو مذهب المالکیۃ (الیٰ ان قال) قال العلامة المحقق الشیخ کمال الدین بن الہمام فی فتح القدر واذ اثبت فی مصر لزوم سائر الناس فیلزم اهل المشرق برؤیۃ اهل المغرب فی ظاهر المذهب - والاخذ بظاهر المذهب احوط - قال فی الفتاویٰ التارخانیۃ وعلیہ فتویٰ الفقیہ أبی اللیث وبہ کان یفتی الامام الحلوانی وكان یقول لورأہ اهل المغرب یجب الصوم علی اهل المشرق وفی الخلاصۃ وهو ظاهر المذهب وعلیہ الفتویٰ - ثم اجاب المحقق ابن الہمام عن الحدیث المار بقوله وقد یقال ان الاشارة فی قوله هكذا الیٰ ماجریٰ بینہ و بین رسول ام الفضل وح لادلیل فیہ لان مثل ما وقع من کلامہ لو وقع لنا لم نحکم بہ لانه لم یشہد علی شہادۃ غیرہ ولا علی حکم الحاكم - فان قیل اخبارہ عن صوم معاویۃ رضی اللہ عنہ لانه الامام یحاج بانہ لم یأت بلفظۃ الشہادۃ ولو سلم فهو واحد لا یثبت بشہادۃ وجوب القضاء علی القاضی - (رسائل ابن عابدین ج ۲ ص ۲۵۱) رسائل ابن عابدین

کا حوالہ احسن الفتاویٰ میں مذکور نہیں ہے تاہم تائید کیلئے ذکر کیا گیا ہے۔ آگے چل کر حضرت مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ علامہ ابن عابدینؒ نے عدم اعتبار اختلاف مطالع کو صرف صوم کے ساتھ مخصوص قرار دیا ہے۔ حج اور قربانی وغیرہ میں اختلاف مطالع کو معتبر تسلیم کیا ہے۔ مگر حکیم الامت قدس سرہ العزیز نے عدم اعتبار کو جملہ اہلہ کیلئے عام قرار دیا ہے۔ انہوں نے امداد الفتاویٰ سے حکیم الامت صاحب کی رائے نقل کی ہے۔ ہم بغرض اختصار اسے حذف کرتے ہیں۔

حضرت مفتی صاحب مزید لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا عبدالحی صاحب نے پہلے مجموعۃ الفتاویٰ جلد

دوم میں اختلاف مطالع کے قول کو ترجیح دی ہے مگر جلد سوم ص ۷۰ پر جمہور کے قول کے مطابق مطلقاً عدم اعتبار کا فتویٰ دیا ہے۔ بدائع کی عبارت سے جواب دیتے ہوئے رقم طراز ہیں بدائع کی عبارت یہ ہے: "قال فی البدائع هذا اذا كانت المسافة بين البلدين قریبة لا تختلف فيه المطالع فاما اذا كانت بعيدة فلا يلزم احد البلدين حکم الآخر لان مطالع البلاد عند المسافة الفاحشة تختلف فيعتبر فی اهل كل بلد مطالع بلدہم دون البلاد الاخر۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ صاحب بدائع نے یہ کہا ہے کہ ایک بلد کا حکم دوسرے بلد میں لازم نہیں یہ نہیں کہا ہے کہ ایک بلد کا حکم دوسرے بلد میں جائز نہیں۔ یعنی بدائع کی عبارت میں اختلاف مطالع کے اعتبار یا عدم اعتبار کا بیان مقصود نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ اگر دوسرا آپس میں اتنے قریب ہوں کہ اگر ان میں اختلاف مطالع کا کوئی امکان نہ ہو تو یہ دونوں ایک شہر کے حکم میں ہوں گے یعنی ایک شہر میں ثبوت رویت کی خبر دوسرے شہر والوں پر چتہ ملزمہ ہوگی وہاں کسی علیحدہ حجت کی ضرورت نہیں۔ اس کے برعکس اگر دوسروں کا مطلع مختلف ہے تو اگرچہ یہ اختلاف مطالع عند الاحناف ظاہر الروایۃ پر معتبر نہیں، مگر ایک شہر میں ثبوت کی خبر دوسرے شہر والوں پر چتہ ملزمہ نہ ہوگی بلکہ ان کیلئے مستقل حجت (شہادت علی الشہادت یا شہادت علی القضاء یا استفاضہ) ضروری ہے۔ ریڈیو، ٹیلیفون، تار برقی۔

حضرت مفتی صاحب احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۷۹ میں لکھتے ہیں۔ ۱۶۔ ستمبر ۱۹۵۴ء کو مدرسہ قاسم العلوم میں مفتیان پاکستان کا ایک اجتماع کرایا اور دونوں مکمل بحث کے بعد جو فیصلہ ہوا سب علماء کی تصدیقات حاصل کرنے کے بعد اب اس کو مسلمانوں کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اختصار کیلئے ہم نے درمیان سے کچھ عبارات حذف کر دی۔ آگے لکھتے ہیں۔ (۲) ریڈیو، ٹیلی فون، تار برقی، خط اور اخبار میں یہ فرق ہے کہ تار برقی اور اخبار سوائے صورت استفاضہ کے ہرگز معتبر نہیں البتہ خط بخرط معرفۃ الکاتب وعد اللہ اور ریڈیو، ٹیلیفون بخرط معرفۃ صاحب الصوت وعد اللہ درجہ اخبار میں معتبر ہوں گے۔ شہادت میں نہیں ہوں گے۔ ریڈیو میں یہ شرط اثبات رویت کیلئے ہے فیصلہ نشر کرنے کیلئے نہیں بلکہ اتنا کافی ہے کہ ریڈیو قابل اعتماد نظم کے ماتحت ہو۔ (۳) مجلس

نے یہ بھی طے کیا ہے کہ اگر جماعت علماء مجاز کے سامنے احکام شرع ہلال صوم یا فطر ثابت ہو جائے اور اس کا اعلان ریڈیو میں حاکم مجاز کی طرف سے ہو تو اس کے حدود ولایت میں سب کو اس پر عمل کرنا لازم ہوگا۔ حضرت مفتی صاحب نے اس مضمون کا نام (علماء کا متفقہ فیصلہ) رکھا ہے اور اس کے اخیر میں ۴۲ علماء کرام و مفتیان عظام کی تصدیقات درج کی ہیں۔ اختصار کے پیش نظر چند اسماء گرامی لکھتے ہیں۔ تفتی حاصل کرنے کیلئے اصل کتاب کی طرف رجوع کیا جائے۔

(۱) حضرت مولانا خیر محمد صاحب، خیر المدارس ملتان (۲) حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مفتی قاسم العلوم ملتان (۳) حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی تھانوی (۴) حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری (۵) شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (۶) حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب دارالعلوم دیوبند۔

حضرت مفتی صاحب کی بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے اگر ریڈیو قابل اعتماد نظم کے ماتحت ہو تو ریڈیو کی خبر پر اعتماد کرنا درست ہے اگر ریڈیو حاکم مجاز کی طرف سے ہو تو اس کے حدود ولایت میں سب کو اس پر عمل کرنا لازم ہوگا۔

بقیہ صفحہ ۵۵

و مستشرقین۔ (۱۹)۔ یہ کتاب ختم نبوت اور فضیلت محمدی جیسے عظیم موضوعات کا احاطہ کرتی ہے اب اگر اس پر انکار ختم نبوت ہی کا الزام آئے تو اسے کیا کہے گا (ملاحظہ فرمائیں مولانا احمد رضا خان بریلوی کی کتاب حسام الحرمین، طبع ۱۹۷۵ء، ص ۲۰)۔ (۲۰)۔ مولانا حسین احمد نجیب نے ”منظرہ عجیب“ کے نام سے تحذیر الناس کے مشکل مقامات کی تشریح و توضیح کی ہے۔ مکتبہ قاسم العلوم، کراچی سے اول بار جولائی ۱۹۷۸ء میں شائع ہوئی۔ (۲۱)۔ پنڈٹ دیانند سوسنی کے ۱۰ اعتراضات کے جواب میں مرتب ہوئی۔ حضرت کے مایہ ناز شاگرد فخر الحسن گنگوہی کے مقدمہ کے ساتھ کراچی اور لاہور سے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ عام دستیاب ہے۔ (۲۲)۔ قبلہ نما انتصار الاسلام کی دوسری جلد کہا جاسکتا ہے۔ جس میں پنڈٹ سوسنی کے ایک اعتراض کا جواب دیا گیا ہے۔ یہ کتاب بازار میں دستیاب نہیں ہے البتہ دیوبند مکتب فکر کے کتب خانوں میں ملتی ہے مثلاً اس کا ایک نسخہ کتب خانہ اعزایہ دیوبند جس پر اشاعت درج نہیں ہے۔ جامعہ اشرفیہ کی الصیۃ لائبریری میں موجود ہے۔ حالت اس کی بھی نازک ہے۔ (۲۳)۔ مگر وہ علم کے موتی لکھیں اپنے ابا کی ”اقبال کا مصرعہ ہے جو نظم“ خطاب بہ جوانان اسلام“ مکررہ ۱۹۱۳ء سے تعلق رکھتا ہے۔ (۲۴)۔ علامہ اقبال، زبور مجہ، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، طبع اول ۱۹۹۱ء، ص ۱۰۶۔